تاریخی اور علمی لطائف

از

مولانا انظر شاہ کشمیری رحمہ اللہ

ماہنامہ دارالعلوم دیوبند

مئی ۱۹۵۶ء

تاریخی اور علمی لطائف

(از مولٰنا سیّد محمّد انظر شاہ کشمیری اُستاذ دارالعلوم دیوبند)

حیرت انگیز دیانت و راست بازی — مشرق و مغرب کی وسعتوں میں

خیانت و بددیانتی جس طرح سے معاشرہ اور سوسائٹی میں داخل ہو کر افراد و اقوام کا ایک کردار بن چکی ہے اور موجودہ دور کی تہذیب اور نام نہاد تمدّن و شائستگی میں جس طرح اسکو کمال سمجھا جا رہا ہے اسی کا نتیجہ ہے کہ قدم قدم پر فریب و مکر، تزویر و خداع کے شرمناک مظاہرے ہوتے رہتے ہیں، آج ان "حقائق" پر یقین کرنے کے لئے کون تیار ہوگا، لیکن "حقیقت" اپنی جگہ پر حقیقت ہے، خواہ کوئی تسلیم کرے یا نہ کرے، میر عبدالجلیل بلگرامیؒ۔ جن کا تذکرہ مولٰنا آزاد بلگرامی نے اپنی تالیف "ماثرالکرام" میں کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:۔

"از عہد اورنگ زیب تا زمان فرخ سیر از شاہانِ دہلی بعہدۂ بخشگیری و سوانح گیری باعزاز تمام بسر بردہ"

"اورنگ زیب سے لے کر فرخ سیر کے عہد تک بخشگیری و سوانح نگاری کے عہدہ پر فائز رہے اور بڑی عزت آبرو کے ساتھ زندگی گذاری"

لیکن سالہا سال اس منصب پر کام رہتے نمایاں انجام دینے کے باوجود:۔

"سر موئے از دقائق دیانت و امانت فرو نمی گذاشتند"

"کیا مجال کہ امانت و دیانت میں سر مو فرق آئے"

میر صاحب کی اسی عدیم المثال امانت و دیانت پر ایک ایک واقعہ بھی لکھا ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مورخ کے مذکورہ بالا الفاظ صرف بے معنی شہادت نہیں، لکھا ہے، کہ "سید حسین امتیاد خان خالص صفاہانی ولایت کیلئے ہندوستان سے نکلے، سیوستان سے گذرے تو خدایار خان حاکم سندھ نے سید صاحب کو قتل کر ڈالا، اور ان کے تمام مال و متاع پر قبضہ کر لیا۔ سندھ کے حاکم نے قتل کرنے کو تو کر ڈالا، لیکن اس کے خطرناک نتائج کی بھیانک صورت جب سامنے آئی تو مضطرب ہوا، اور میر صاحب سے جوڑ توڑ میں لگ گیا، لکھا ہے کہ ایک خاص قاصد کی معرفت میر صاحب کو پیغام روانہ کیا کہ:۔

"این خبر در سوانح پادشاہی طور یکہ واقع شدہ داخل نباید کرد، دو ہزار اشرفی طلا کہ مقابل چہاردہ ہزار روپیہ باشد تسلیم میکرد"

"یہ واقعہ سوانح شاہی میں از راہ عنایت تحریر نہ کیا جائے اور اس "عنایت" کے عوض میں چودہ ہزار کی خطیر رقم پیش کیجائے گی"

٭ ٭ ٭ ٭

لیکن اس غریب کو احساس نہ تھا کہ "میر وہ مرغ بلند آشیانہ ہیں جس کو یہ دام ہائے مکر و فریب گرفت میں نہیں لا سکتے تھے" اُسی قاصد کی زبانی کہلوایا گیا کہ:۔

"اگر امروز خبر واقعی بہ قلم نیارم فردا در حضور رب العزت تعالے شانہ چہ جواب دہم"

"اگر آج یہ واقعہ نہ لکھوں تو کل احکم الحاکمین کی عدالت میں کیا جواب بن پڑے گا"

(ماثرالکرام ص ۲۶۵)

بر و این دام بر مرغ دگر نہ
کہ عنقا را بلند است آشیانہ

شہنشاہ با برکات — جن خوش قسمت افراد کو مخلوق خدا کی خدمت کا فریضہ بصورت بادشاہی

عطا کیا جاتا ہے، اگر وہ عدل و انصاف کو اپنی حکمرانی کی بنیاد بنا لیتے ہیں تو آسمان و زمین کے خزانے اپنے منہ کھول دیتے ہیں اور لطف و کرم کی بارشیں زمین کے بسنے والوں پر کی جاتی ہیں، تاریخ میں مذکور ہے کہ "فرخ سیر" کے عہد میں نیرنگی قدرت الٰہی نے عجیب کرشمہ دکھایا، کہ بھکر کے علاقہ میں :-

"ریزہائے نبات ژالہ خورد بارید	"قند کے چھوٹے چھوٹے دانے
و بہ نزول ابر حلاوت غیبی کام	اولوں کی طرح برسے اور اس
و زبان عالمے شیریں گردید"	"میٹھی دعوت" سے عالم نے کام و دہن شیریں کیے"

میر صاحب نے رباعی لکھ کر وقائع میں داخل کی ؎

فرخ سیر آں شاہنشاہ بابرکات
در سندہ زمین عہد عشرت عہدش
چرخ از ادب او شدہ شیریں حرکات
بارید سحاب ریزہ قند و نبات

(بحوالہ مذکور)

حسن نیت

اخلاص و حسن نیت ایک بڑی دولت ہے، اعمال و کردار میں یہ "باطنی قوت" نتائج کے حسین اور دلآویز چہرے نظر کے سامنے لاتی ہے واقعات کی بظاہر شکل و صورت بڑی قبیح ہوتی ہے، لیکن حسن نیت کی صفائی و نزہت نتائج کو آرائش و آراستگی بخشتی ہے۔ آزاد بلگرامی نے لکھا ہے کہ بے تکلف دوستوں کی ایک جماعت کے ساتھ حجاز کے زمانۂ قیام میں، "بستان النبی صلی اللہ علیہ وسلم" کی تفریح کے لئے نکلے، تو ساتھ ایک "قلندر" بھی تھے، اس آزاد مشرب انسان نے اُس مطہر و مقدس چمن زار میں پہنچکر :-

"خوشۂ تاک غورہ دزدیدہ در	"کچے انگور کا ایک خوشہ توڑ کر
زنبیل خود پنہاں کرد"	اپنی زنبیل میں چھپا لیا"

کسی نے دیکھ لیا اور اس طرح "یہ حرکت" سب ہی دوستوں کے علم میں آگئی، طعن و تشنیع، لعن و طعن کے دلخراش جملے سنتے سنتے عاجز آکر سوختہ جگر قلندر نے کہا کہ :-

"دوستو! تم خود سمجھدار ہو آخر دیکھتے نہیں کیا یہ کچے انگور کھانے کے قابل ہیں؟"

احباب بیک زبان بول اُٹھے کہ :

"جب یہ کسی قابل نہیں تو پھر یہ حرکت کیوں کی؟"

قلندر نے کہا کہ :-

"می گویند کہ اگر کسے مال شخصے را	"کہتے ہیں کہ کل حشر میں مالک
خیانت کند در دیوان قیامت	و خائن کو روبرو کھڑا کیا
مالک و خائن را یک جا کنند"	جائے گا"

میں سرتاپا غرق معاصی ہوں، اُمید نہیں کہ ان کے جمال جہاں آرا سے آنکھیں لطف اندوز ہوں لہذا انہیں کے باغ میں چوری کی کہ شاید :-

"بہ تقاضائے ایں مراد جناب	"اسی بنا پر آپ کے حضور میں
حضرت برند و بہ مشاہدہ جمال	لیجایا جاؤں اور اسی بہانہ سے جمال
جہاں آرا شرف اندوز شوم"	دل افروز کی زیارت سے آنکھیں ٹھنڈی ہوں"

قلندر کے اِس "قلندرانہ جواب" سے حاضرین پر ایک وجد کی سی کیفیت طاری ہو گئی، ایک رومی نامی پاک باطن بھی تھے اُن کا تو یہ حال ہوا کہ :-

"نعرہ زدہ بر زمین اُفتاد و غلطیدن گرفت"

اور آہستہ سے ایک رومال میں خدا جانے کیا رکھا اور قلندر کی زنبیل میں ڈال دیا، تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ :-

"زر سرخ و سفید رائج آں دیار کہ مقابل چہل روپیہ ہند باشد در رومال بستہ بود"

آزاد بلگرامی لکھتے ہیں کہ :-

"قلندر را پاداشِ حسن نیت در	"قلندر کو حسن نیت کا عوض یہاں
ایں جا خود نقد دادہ اند دراں جا	بھی دیا گیا اور خدا جانے وہاں تو
تا چہ دہند"	کیا کچھ ملے گا"

صالحین اور اجابتِ دُعا

ابراہیم ابن اسحٰق الحربی جو امام احمد بن حنبلؒ کے عزیز ترین شاگرد

ہونے کے علاوہ زاہد و عارف تھے اُن ہی کے متعلق یاقوت نے "معجم الادباء" میں لکھا ہے کہ "اسمٰعیل بن اسحٰق القاضی" ابراہیم سے ملاقات کی خاص تمنا و آرزو رکھتے تھے لیکن ابراہیم ہمیشہ یہ کہکر ٹالدیتے کہ "وہ قاضی ہیں، شان و شوکت کے آدمی، دربان و حاجب اُن کی ڈیوڑھی پر، غریبوں کا وہاں کیسے گذر ہو سکتا ہے" قاضی نے صدق دلی سے کام لیتے ہوئے محل کے دروازوں سے حاجبوں کو ہٹا دیا، اور سادگی کے ساتھ دعوت دی۔ ابراہیم پہنچے تو جوتا اُتار کر آگے بڑھے قاضی نے حسنِ عقیدت اور اخلاص سے اُن کے جوتے اُٹھا کر دیبق کے کپڑے میں رکھے اور خود اُٹھائے، ابراہیم کچھ دیر بیٹھکر جانے کے لئے اُٹھے تو اپنا جوتہ تلاش کیا۔ قاضی نے اپنی آستین سے نکال کر سامنے رکھ دیا، ابراہیم نے دیکھا تو کہا کہ:۔

"غفر اللہ لک کما اکرمت العلم"

قاضی کا انتقال ہوگیا، کسی نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ کس حال میں ہو؟ جواب دیا کہ:۔

"اجیبت لی دعوۃ ابراھیم الحربی" (وفات[۳])　　"یعنی ابراہیم کی دعاء مغفرت قبول کرلی گئی"

طمع و حرص

طمع و حرص وہ مذموم ترین عادت ہے جو انسان کے تمام فضائل و کمالات کو دیمک کی طرح چاٹ جاتی ہے، علم و فضل، ذکاوت و ذہانت اور ظرافت و زیرکی، سب اوصاف و محاسن فنا ہو کر رہجاتے ہیں، اور لطف یہ ہے کہ اس کا انجام بھی تہیدستی کے سوا اور کچھ نہیں۔ سلطان اورنگ زیب عالمگیر انار اللہ برہانہ نے اپنے ایک مکتوب میں لکھا ہے کہ:۔

"طمع راسہ حرف است وہر سہ تہی، یعنی طمع کے تین حرف ہیں (ط، م، ع) اور تینوں خالی ہیں جس طرح کہ یہ نقطوں سے خالی ہیں ایسے ہی طمع کا نتیجہ بھی تہی اور خالی ہے۔

بہرحال عرب کا مشہور شخص "اشعب" طمع و حرص میں ضرب المثل ہے، یہاں تک کہ تذکروں میں اس کا نام ہی "اشعب الطماع" ہے، اسی کے متعلق لکھا ہے کہ:۔

حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا کہ اشعب اپنی طمع کا کوئی قصہ سناؤ، اس فرمائش پر اشعب نے سُنایا کہ:۔

"ایک روز بہت سے بچے جمع ہو کر مجکو پریشان کرنے لگے، میں نے ان کو بہکایا کہ دیکھو ابان بن عثمان نے حلوہ پکایا ہے، اور وہ تقسیم کر رہے ہیں جب تمام بچے بھاگ گئے تو مجکو خیال آیا کہ کہیں واقعہ ایسا ہی نہو لہٰذا میں بھی بچوں کے پیچھے دوڑنے لگا۔"

اشعب سے ایک روز دریافت کیا گیا کہ کیا تم نے اپنے زیادہ کسی کو حریص دیکھا ہے؟ بولا کہ ہاں!:۔

"ام حومل کا کتا جو ایک روز میرے پیچھے پیچھے دو فرسخ تک گیا، حالانکہ میں گوند چبا رہا تھا۔"

اشعب کی ظرافت

اس طمع و حرص کے ساتھ اشعب میں ظرافت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ چنانچہ اس کا خود ہی بیان ہے کہ:۔

"ایک روز میرے پاس ایک باندی دینار لیکر آئی اور بولی کہ اس کو امانتاً اپنے پاس رکھ لو۔ میں نے اپنے بستر کے نیچے رکھ چھوڑا۔ کچھ روز گذرے تو پھر آئی، کہنے لگی کہ میری امانت واپس کردو، میں نے کہا کہ تیرے دینار نے بچہ دیا ہے، دیکھ اسی کے پاس ہے اس کو لے جا۔ وہاں ایک درہم میں نے رکھ دیا تھا وہ اُسی کو اُٹھا کر چلی گئی کچھ روز کے بعد پھر آئی اور میں نے پھر ایک درہم یہ کہہ کر دے دیا کہ یہ تیرے دینار کا بچہ ہے۔ تیسری بار وہ آئی تو میں نے بہت ہی مغموم اور افسردہ لہجہ میں کہا کہ افسوس ہے کہ تیری اشرفی

ولادت کے بعد کی خرابیوں کی وجہ سے مرگئی ہے، وہ بولی کہ تو عجب احمق ہے کیا کبھی دینار و اشرفی کو یہ امراض بھی لاحق ہوتے ہیں؟۔ میں نے کہا کہ "پاگل" تو ولادت کی تو ہمیشہ تصدیق کرتی رہی اور اب اس کے بعد کی بیماریوں کا تو انکار کرتی ہے۔"

حاضر جوابی اسی ظرافت و ذکاوت کا نتیجہ تھا کہ اشعب حاضر جواب بھی بہت تھا، ایک روز اس سے ایک شخص نے دریافت کیا کہ:۔

"تمہارا باپ تو بڑی گھنی داڑھی والا تھا، تم آخر کس پر کوسج (صرف ٹھوڑی پر داڑھی والا) ہوگئے ہو؟"

اشعب نے برجستہ جواب دیا کہ:۔

"میں اپنی ماں کا ہم شکل ہوں"

(فوات الوفیات ص۲۳)

"دیوانہ بکار خویش ہشیار" یہ ایک مشہور مقولہ ہے اور واقعہ بھی کچھ ایسا ہی ہے۔ جنون و دیوانگی کے باوجود اپنے مطلب کا پورا پورا خیال، اور نفع و نقصان، منفعت و مضرت کی احتیاط اکثر مجانین میں دیکھنے میں آتی ہے۔ کوفہ کا مشہور عاقل مجنون "بہلول" جس کی باتیں اور حرکات دیکھنے کے لئے مامون الرشید بنفس نفیس اس کے پاس پہنچا، اسی کے متعلق "اصمعی" کا بیان ہے کہ:۔

"ایک روز میں نے بہلول کو دیکھا کہ کھڑا ہوا ہے اور اس کے پاس "حلوہ" ہے، میں نے کہا کہ بہلول یہ تیرے پاس کیا ہے؟ بولا کہ حلوہ ہے، میں نے کہا کہ مجھے بھی تو کھلاؤ، کہنے لگا کہ یہ میرا نہیں ہے، اصمعی نے کہا کہ پھر کس کا ہے؟ بولا کہ رشید کی بیٹی حمدونہ کا ہے اس نے میرے کھانے کے لئے بھیجا ہے۔"

محمد بن اسمٰعیل بن ابی فدیک کا بیان ہے کہ:۔

"ایک روز میں نے بہلول کو دیکھا کہ وہ گورستان میں ہے اور ایک قبر میں پیر لٹکائے ہوئے بیٹھا مٹی سے کھیل رہا ہے، میں نے کہا کہ تم یہاں کیا کر رہے ہو؟ بولا کہ میں ایک ایسی قوم کے پاس بیٹھا ہوا ہوں کہ اُن کی ہم نشینی سے مجکو کوئی تکلیف و اذیت نہیں اور اگر اٹھ کر چلا جاؤں تو یہ میری غیبت نہیں کریں گے، میں نے کہا کہ بہلول دعا کرو، دیکھو سخت قحط پڑا ہوا ہے۔ اشیاء و اجناس کا نرخ کہیں سے کہیں پہونچ گیا ہے، دُنیا بھوک سے تڑپ رہی ہے۔ کہنے لگا کہ خدا کی قسم! اگر ایک دانہ ایک اشرفی کے عوض بھی فروخت ہو تو بھی مجکو کچھ پرواہ نہیں، ہم پر تو صرف اتنا فرض ہے کہ اُس کے حکم کے مطابق اُس کی عبادت کریں، اور اس پر لازم ہے کہ اپنے وعدہ کے مطابق ہمکو رزق دے، اور یہ کہکر تالیاں بجاتا ہوا، اور یہ شعر پڑھتا ہوا بھاگ گیا، شعر یہ تھے ؎

یا من تمتع بالدنیا و زینتها
ولا تنام عن اللذات عیناه
شغلت نفسك فیما لست تدرکه
تقول لله "ماذا" حین تلقاه

(فوات الوفیات ص۸۳)

مناظرہ امام ابو داؤد ظاہری نے ایک حنفی عالم کو مناظرہ میں ساکت کر دیا، ابو سعید بردعی امام الاحناف بغداد پہونچے، اور یہ واقعہ سُنا تو خفا ہوئے اور امام ظاہری سے مناظرہ کی ٹھان لی، مناظرہ شروع ہوا تو بردعی نے ظاہری سے دریافت کیا کہ ام الولد (وہ باندی جس سے

مولی کا بچہ ہوا ہو اور مولی نے بچے کے نسب کا دعویٰ بھی کیا ہو کی بیع کے متعلق کیا کہتے ہو؟

داؤد بولے کہ جائز ہے، کیوں کہ ہم اُس کے حاملہ ہونے سے قبل اس بیع کے قائل ہیں لہٰذا اب اس اجماع کو غلط قرار دینے کے لئے اتنا ہی قوی اور مستحکم اجماع کی ضرورت ہوگی۔ بردعی نے کہا کہ اور ہم حمل کے بعد وضع حمل سے پہلے پہلے اس کی بیع کے عدم جواز پر اتفاق کر چکے ہیں، لہٰذا اس اجماع کو شکست وریخت کرنے کے لئے ایسا ہی مدلل اجماع درکار ہے۔ داؤد اس پر خاموش ہو گئے۔ بردعی بغداد ہی میں مقیم ہو کر درس و تدریس میں لگ گئے۔ ایک رات خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص کہتا ہے کہ:۔

"فاما الزبد فیذھب جفاء و اما ماینفع الناس فیمکث فی الارض" (القرآن)

یہ گھبرا کر اُٹھے تو کوئی شخص دروازے پر کھڑا کہہ رہا تھا، کہ:۔ "داؤد ظاہری، کی وفات ہوگئی اگر جنازہ کی نماز پڑھنا ہے، تو تشریف لے چلئے" (زیلعی)

خود ستائی امیر کاتب العھد الملکنی بابی حنیفۃ الاتقانی جو علوم و کمالات میں بڑی دستگاہ رکھتے تھے، اور جن کا فقہ، لغت اور عربیت میں کوئی مقابل نہ تھا، حنفیت میں متشدد اور مخالف کے حق میں شمشیر برہنہ تسلیم کئے گئے ہیں، اس کے ساتھ خود ستائی کے مرض میں بھی مبتلا تھے، اور ہرگز اپنے سے زیادہ کسی کو باکمال نہ سمجھتے تھے، اپنی تصنیف "تبیین" کے آخر میں خود ہی رقمطراز ہیں کہ:۔

"آج اگر اسلاف زندہ ہوتے تو میرے ساتھ انصاف کرتے، ابوحنیفہ کہتے کہ امیر تو نے اجتہاد کیا اور درست کیا، ابویوسف چیخ اُٹھتے کہ امیر نے قوت بیانیہ کے عدیم النظیر مظاہرے کئے۔ محمد ابن شیبانی تحسین و آفرین کے پھول نچھاور کرتے، زفر میری وسعت و دقت کے مدح خواں ہوتے۔ حسن بن زیاد میری دقت نظر کے قائل ہوتے۔ ابوحفص بکہتے فکر و نظر کے چراگاہوں میں تیرا نظیر نہیں، ابومنصور چلاتے کہ حقیقت کی گہرائیوں میں صرف تو ہی اُترا ہے، طحاوی میری صدق مقالی پر خوش ہوتے، فخر الاسلام کہتے کہ تو ماہر یگانہ ہے، صاحب ہدایہ لکھ جاتے کہ معانی و مضامین کے ناپیدا کنار سمندروں میں غواصی کرنے والا امیر کاتب العھد تھا۔ صاحب المحیط میری فوقیت و علو کو بیان کرتے کرتے خشک لب ہو جاتے، اور اس کے علاوہ سینکڑوں علماء احناف کی زبان سے امیر نے اپنی قصیدہ خوانی خود اپنی زبانی کی ہے" (فوائد صفحہ ۲۴)

زود پشیمانی امیر، امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے بے حد معتقد اور بڑے ہی مداح تھے، لیکن امام کی تصنیف "منخول" میں امام اعظمؒ پر غزالی کا جب رد دیکھا تو خفا ہو گئے اور لکھا کہ:۔

"اگر مجکو اپنی تالیف کی طوالت کا خوف نہ ہوتا تو ایسا جواب غزالی کو دیتا کہ اسکی رُوح توبہ کرتی اور اس کے لسان و قلم نے جو زہر چکانیاں کی ہیں اُس پر ندامت و شرمندگی سے سر نہ اُٹھا سکتا، میں اس شخص کی "احیاء العلوم" دیکھ کر کچھ معتقد تھا، لیکن امام پر اس کا رد اس قدر ناگوار ہے کہ میرا قلب و جگر اس ناروا جسارت پر بھن گیا" (فوائد صفحہ ۲۴)

اعترافِ کمال کسی اُستاذ کی جانب سے اگر اپنے تلمیذ رشید کے کمالات کا اعتراف کیا جائے تو وہ صرف ہمت افزائی و عزت افزائی نہیں بلکہ شاگرد کے گہرے علوم و فضائل کی نشاندہی بھی ہوتی ہے سیدنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی خاص تعلیم و تربیت سے

جو چند نادر روزگار تلامذہ اپنے گرد جمع کئے تھے ان اساطین علم
میں "زفر بن الہذیل" خاص مقام و منصب کے مالک ہیں،
حسن بن زیاد کا بیان ہے کہ امام صاحب زفر کو اپنی مجلس میں
ہمیشہ سب پر مقدم رکھتے اور بار بار کہتے "ھو اقیس اصحابی"
سلیمان العطار کہتے ہیں کہ جب زفر امام کی شادی ہوئی
اور نکاح خوانی کے لئے امام اعظم کو دعوت دی گئی تو امام نے
اپنے خطبہ میں اپنے نامور شاگرد کا تعارف یوں کرایا کہ:-

" ھذا زفر امام من ائمۃ المسلمین وعلم
من اعلامھم فی شرفہ وحسبہ ونسبہ"

ان ہی زفر کے متعلق "داؤد الطائی" کہتے ہیں کہ یوسف اور زفر
اکثر مسائل فقہی میں الجھتے تو ایسا محسوس ہوتا کہ دو پہاڑ ٹکرا رہے
ہیں، لیکن زفر تیز زبان تھے، ان کے مقابل میں گاہے گاہے
ابو یوسف مضطرب ہو جاتے، ابو یوسف کے اضطراب و پریشانی
کو دیکھ کر زفر کہتے، کہ:-

"این تفر ھذہ ابواب مفتحۃ خذ ایھا
شئت" (فوائد صـ۳۴)

لطیفۂ غیبی امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے عزیز شاگرد عبداللہ بن مبارک سے جو
زہد و اتقاء میں منفرد اور تقشف و تصوف میں یکہ تاز تھے،
دریافت کیا کہ کچھ سناؤ، آخر تمہیں ہدایت کیسے ہوئی؟
"مبارک" نے بیان کیا کہ میں ایک روز بے تکلف دوستوں
کے ساتھ ایک مرغزار میں تفریح کر رہا تھا اور رات گئے تک،
اکل و شرب کا سلسلہ چلتا رہا، مجھکو عود و طنبور کے بجانے کا
خاص شوق تھا تمام رات انہیں مشاغل اور لہو و لعب میں
گذر گئی، صبح کے قریب تھک کر سو گیا تو خواب میں دیکھتا
ہوں کہ ایک شجر ہے اور اس پر ایک پرندہ بیٹھا ہوا کہہ رہا ہے کہ

" الم یان للذین آمنوا ان تخشع قلوبھم
لذکر اللہ وما نزل من الحق" (القرآن)

میں نے کہا کہ ہاں وقت آچکا، اور یہ کہکر اپنے تمام ساز
توڑ ڈالے اور جو کچھ تھا سب جلا کر خاکستر کر دیا، زہد کی یہ
ابتدائی منزل تھی جو لطیفہ غیبی کی مدد سے طے کی گئی"
(فوائد صـ۴۲)

زہد و اتقاء ابوالحسن کرخی جو ائمہ احناف میں ایک
جلیل القدر امام ہیں، لکھا ہے کہ ان کا صوم و صلوٰۃ کا
شغل، شغف کی حد تک پہونچا ہوا تھا، آخر عمر میں فالج کا شدید
حملہ ہوا، تو ان کے بعض تلامذہ نے سیف الدولہ بن حمدان کو
لکھا کہ کرخی کے لئے "بیت المال" سے کچھ وظیفہ متعین کر دیا
جائے تاکہ وہ فارغ البالی کے ساتھ اپنی عمر کے آخری ایام بسر
کر سکیں، کرخی کو جب دوستوں کی اس تحریک کی خبر
ہوئی تو بے حد روئے اور بولے کہ:-

"اے اللہ! اب تو میرا رزق وہیں سے دے جہاں
مجکو لوٹنا ہے"

سیف الدولہ کا دس ہزار درہم کا عطیہ پہنچ رہا تھا، اور
دوسری جانب لوگ اس علم و عمل کے پیکر کو کاندھوں پر
اٹھائے ہوئے تہہ خاک سلانے کے لئے لیجا رہے تھے ع

"آسماں گو فکر دیگر کن کہ ما قانع شدیم"
(فوائد صـ۴۵)

تقریب مشہور عالم، منطقی میر سید شریف نے جب شاہ شجاع الدین بن مظفر (جو کہ "قصر زرد" میں مقیم تھا
کے یہاں پہونچنا چاہا تو لشکری کا لباس پہن کر علامہ سعد الدین
تفتازانی کے پاس پہنچا، اور بولا کہ میں بہت غریب آدمی ہوں
لیکن تیر اندازی میں مہارت ہے، کاش کہ آپ بادشاہ سے
میری ملاقات کرادیں، تفتازانی سوار ہو کر چلے اور میر کو بھی
ساتھ لیا، شاہی قصر کے باب پر پہنچے تو سید سے کہا کہ رکو،
خود اندر گئے، اور بادشاہ کو نووارد کی نادر اندازی کے واقعات
و کمالات سنا کر مشتاق بنایا، بارگاہ سلطانی سے فوراً ہی
طلبی کا حکم جاری ہوا۔ سلطان نے کہا کہ اپنے کچھ کمالات
دکھاؤ۔ میر نے فوراً اپنی زنبیل سے ایک جز نکالا جس میں

اکثر و بیشتر مصنفین پر سخت اور ناقابل حل اعتراضات کئے گئے تھے، اور سلطان سے کہا کہ یہ میرے تیر ہیں، جن کو کمان علم سے چلایا کرتا ہوں۔

سلطان نے دیکھا تو ذکاوت و ذہانت کے ساتھ غزارت علمی سے مبہوت ہو کر رہ گیا، بڑا اعزاز و اکرام کیا۔ اپنے ساتھ شیراز لاکر "دار الشفاء" نامی یونیورسٹی میں پروفیسر متعین کر دیا۔ لیکن تفتازانی کو معلوم نہ تھا کہ یہ نوجوان ان کے فضل و کمال کے رائج الوقت سکہ کو اپنی ذہانت سے کاسد کر دے گا۔

چنانچہ امیر تیمور لنگ کے دربار میں میر سید شریف اور علامہ تفتازانی میں ایک علمی معرکہ ہوا، نعمان الدین الخوارزمی حکم ٹھیرے۔ بحث و مباحثہ کے بعد فیصلہ سید کے حق میں ہوا۔ اور بوڑھے تفتازانی کی بر سر دربار تضحیک کی گئی۔ اس واقعہ سے علامہ اس درجہ متاثر ہوئے کہ چند ہی ماہ بعد سمرقند میں، جان، جان آفرین کو سپرد کر دی۔ (ص ۵۳)

تیمور لنگ چنگیز خان کی دختری اولاد میں سے تھا اس کی اولاد نے صدیوں حکمرانی کی۔ کہتے ہیں کہ بادشاہت سے پہلے غارت گری تیمور کا محبوب مشغلہ تھا، ایک رات بھیڑوں کے ایک گلہ پر ڈاکہ ڈالا، چرواہے نے تیر چلایا تو تیمور کے بازو میں پیوست ہو گیا، دوسرا پھینکا، تو ٹانگ توڑتا ہوا نکل گیا۔ اسی وجہ سے تیمور کی ٹانگ میں لنگ تھا اور تاریخ میں اس کا ذکر تیمور لنگ ہی کے نام سے شہرت پذیر ہوا۔ (ص ۵۳)

علمی ظرافت نحو کے مسائل میں منصرف اور غیر منصرف مشہور مسائل ہیں، غیر منصرف کے احکام ہیں کہ اس پر نہ تنوین آسکتی ہے اور نہ کسرہ لیکن اگر غیر منصرف کو نکرہ کر دیا جائے تو پھر وہ بھی منصرف ہو سکتا ہے اور منصرف کی طرح کسرہ و تنوین اس پر داخل کئے جا سکتے ہیں۔ "عمر" نحویوں کے یہاں غیر منصرف ہے۔

لکھا ہے کہ عمر بن محمد مفتی الثقلین[ع]، علامہ جار اللہ زمخشری سے ملاقات کے لئے گئے، دروازہ پر پہونچے تو دستک دی اندر سے علامہ نے دریافت کیا، کون ہے؟ مفتی نے کہا، "عمر"

علامہ نے کہا کہ "انصرف" یعنی چلے جاؤ (دوسرے معنی کہ منصرف کر دو) مفتی نے جھنجھلا کر کہا کہ، علامہ عمر منصرف نہیں ہوتا۔ اندر سے آواز آئی کہ:-

"اذا نکر صرف" (ص ۶۰)

ع ان کی درس گاہ میں انسانوں کے ساتھ جنات کا غول بھی پڑھنے کے لئے آتا، اسی وجہ سے ان کو مفتی الثقلین کہا جاتا ہے۔ (ثقلین، جن و انس) +